OPEN ACCESS
Al-Idrak *Research Journal*
Vol: 1, No 1, Jan-Jun, 2025
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.c

قرن اول کے اجتہادات کی نوعیت و کیفیت: مقاصد شریعت کے ملاحظات کا تجزیاتی مطالعہ

The Formation and Development of Ijtihād Derived from the Maqāṣid al-Sharīʿah in the First Islamic Century: An Analytical Study

Umer Farooq
Lecturer, Department of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore

Abstract

This study examines the emergence, nature, and development of early Islamic ijtihād as shaped by the foundational objectives of the Sharīʿah (Maqāṣid al-Sharīʿah) during the first Islamic century. The research argues that although the formal theory of Maqāṣid had not yet been systematized, its essential principles, such as the preservation of religion, life, intellect, lineage, and property, were implicitly operative in the legal reasoning of the Prophet's Companions and their Followers. This period represents a formative phase in which juristic interpretation evolved organically in response to new social, political, and administrative challenges arising after the expansion of the Muslim community. The study explores how early jurists employed various forms of reasoning, such as analogical deduction (qiyās), public interest (maṣlaḥah), custom (ʿurf), and contextual assessment, to address unprecedented issues. It highlights the methodological flexibility of this era, wherein jurists balanced textual fidelity with the practical needs of a rapidly expanding civilization. The paper further analyzes prominent examples of early ijtihād, demonstrating how decisions were guided by higher-order values even when explicit scriptural directives were absent. By tracing the developmental trajectory of ijtihād across the first century, the study reveals a gradual transition from intuitive, case-based reasoning toward more structured legal principles. This analytical exploration underscores that early Islamic juristic thought, though unsystematized in terminology, was deeply rooted in objectives-oriented reasoning that ultimately laid the groundwork for later Maqāṣid theory and classical schools of Islamic jurisprudence.

Keywords: *Maqāṣid al-Sharīʿah, early ijtihād, first Islamic century, legal methodology, Companions, qiyās, maṣlaḥah, Islamic jurisprudence.*

تعارفِ موضوع

اسلامی قانون کی فکری بنیادیں اپنی اصل میں وہی ہیں جو وحیِ الٰہی اور سنتِ نبوی سے اخذ کی گئیں، مگر ان اصولوں کی عملی تعبیر اور متغیر حالات میں اُن کا اطلاق ایک ایسے اجتہادی عمل کا متقاضی تھا جو نہ صرف نصوص کے ظاہر کی نگہداشت کرے بلکہ اُن کے پسِ منظر میں کارفرما اعلیٰ مقاصد اور حکمتوں کو بھی ملحوظ رکھے۔ قرنِ اول ہجری کا دور اسی اجتہادی شعور کا نقطۂ آغاز ہے، جہاں صحابہ اور تابعین نے بدلتے ہوئے سماجی، سیاسی اور تمدنی حالات کے پیشِ نظر ایسے اجتہادی فیصلے کیے جو مقاصدِ شریعت کی اساس پر قائم تھے۔

Copyright: © The Authors.
This is an open access work licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).

یہی وہ تاریخی مرحلہ ہے جس میں اجتہاد کی نوعیت، اس کے دائرے، اس کے مناہج اور اس کی عملی صورتیں تدریجاً واضح ہوتی گئیں۔ اگرچہ اُس زمانے میں "مقاصدِ شریعت" بطور باقاعدہ علمی اصطلاح متشکل نہ ہوا تھا، لیکن شریعت کے بنیادی مقاصد: حفظِ دین، نفس، عقل، نسل اور مال کا فطری شعور اُن کے اجتہادی فیصلوں میں پوری وضاحت کے ساتھ جھلکتا ہے۔ ان اصولوں کی بنیاد پر کیے گئے فیصلے اس امر کی دلیل ہیں کہ ابتدائی اسلامی فقہ اپنی تشکیل کے مرحلے میں ہی مقاصدی فکر سے معنویت حاصل کر رہی تھی۔

قرنِ اول کے مجتہدین نے نصوص کے ساتھ ساتھ مصالح، عرف، قیاس اور عملی مشکلات کو بھی پیشِ نظر رکھا، جس کے نتیجے میں ایک ایسا ہمہ گیر فقہی ڈھانچہ ابھرا جس میں نصی استناد اور مقاصدی بصیرت دونوں کا حسین امتزاج موجود ہے۔ یہ تعارف اسی فکری روایت کی گہرائیوں میں اُتر کر اس بات کو نمایاں کرتا ہے کہ اسلامی قانون کی ابتدائی تشکیل محض واقعاتی ردِ عمل نہ تھی بلکہ ایک شعوری، اصولی اور مقاصدی عمل تھا جس نے بعد کے فقہی مکاتب فکر کی علمی سمت اور قانونی مزاج کو مستقل طور پر متاثر کیا۔

حضرت معاذ کے ساتھ اصولی گفتگو

آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب صحابہ کرامؓ کا نت نئے مسائل سے سامنا ہوا تو انہوں نے دیگر مصادر شرعیہ کے ساتھ ساتھ احکام کے استنباط میں مقاصد شرعیہ اور مصالح العباد کو بھی ملحوظ خاطر رکھا۔ آپ ﷺ نے جہاں دوسرے بہت سے اُمور میں صحابہ کرامؓ کی تربیت فرمائی ایسے ہی استنباط احکام کے لیے اجتہاد کرنے کی بھی باقاعدہ تربیت فرمائی۔ جیسکہ بہت سی احادیث مبارکہ اس تربیتی پہلو پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو اس موقع پر سوال فرمایا:

> "کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لمہ تجد فی کتاب اللہ قال فبسنة رسول اللہ ﷺ،قال فان لمہ تجد فی سنة رسول اللہ ولا فی کتاب اللہ، قال اجتھد بالرای ولاآلو فضرب رسول اللہ صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لمایُرضی رسول اللہ۔"1

"اے معاذ! تم لوگوں کے مقدمات میں فیصلہ کس طرح کرو گے؟ عرض کیا اللہ کی کتاب کے ذریعہ، فرمایا اگر تم نے اللہ کی کتاب میں اس بارے میں کوئی حکم نہ پایا تو؟ عرض کیا تو پھر سنت رسول ﷺ کے ذریعہ، فرمایا اگر تمہیں کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ میں بھی نہ ملا تو؟ عرض کیا پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس سلسلہ میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔ چنانچہ رسول ﷺ نے ان کے سینے پر دست مبارک مارتے ہوئے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس کی ہدایت فرمائی جس کو اللہ کا رسول پسند کرتا ہے۔"

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سامنے جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو پہلے اس کا حکم قرآن میں تلاش کرتے۔ اگر اس میں نہ ملتا تو پھر حدیث میں تلاش کرتے، دوسرے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتا اور ان سے کہتے کہ اگر اس معاملہ میں حضور ﷺ کے قول یا کسی عمل کا علم ہے تو وہ پیش کرے۔ حضور ﷺ کے کسی قول یا عمل کی گواہی مل جاتی تو پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اگر دونوں مصادر میں کوئی حکم نہ ملتا تو پھر مقاصد و مصالح کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی رائے سے اجتہاد کرتے۔ یہی طرز عمل حضرت عمر فاروقؓ کا بھی تھا۔ قرآن و حدیث میں حکم نہ ملنے کی صورت میں وہ اپنی رائے اور اجتہاد سے پہلے یہ معلوم کرتے کہ کیا اس بارے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا کوئی فتویٰ یا فیصلہ ہے یا نہیں۔ صحابہ میں سے اگر کوئی ان کے کسی فتویٰ یا فیصلے کی نشاندہی کر دیتا تو حضرت عمرؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے فتویٰ اور فیصلے کو اپنی رائے پر ترجیح دیتے اور اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے و فیصلہ نہ ملنے کی صورت میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتے۔ اسی طریقہ کو حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت علیؓ نے اپنایا۔ انہوں نے اس میں اتنا اضافہ کیا کہ قرآن و سنت کے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں کے فتاویٰ و آراء کو ملحوظ رکھتے اور ان کی پیروی کرتے۔ ان دونوں حضرات کی کوئی رائے اور فیصلہ نہ ملنے کی صورت میں اپنی رائے ظاہر کرتے تھے۔ خلفاء راشدین میں سے جب کوئی

فیصلہ فرما دیتا تو تمام صحابہ کرامؓ اس پر اجماع فرماتے، یوں عہد صحابہ میں قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس وغیرہ مصادر شریعت قرار پائے۔ البتہ اس دور میں قیاس کی بجائے رائے کا لفظ وسیع معنی میں استعمال ہوا جو بعد میں قیاس، استحسان اور استصلاح وغیرہ استدلال کے مختلف طریقوں کو شامل رہا۔

امام ابن تیمیہ کا موقف

چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ صحابہ کرامؓ کے منہج اجتہاد کے بارے میں فرماتے ہیں:

"مامن مسئالة يُسئال عنها الاوقد تكلم الصحابة فيها او فى نظير ها والصحابة كانوا يحتجون فى عامة مسائلهم بالنصوص كما هو مشهود عنهم وكانوا يجتهدون رأيهم ويتكلمون بالرأى ويحتجون بالقياس الصحيح۔"2

"صحابہ کرامؓ سے جب بھی کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ اس کے بارے میں باہم کلام کرتے یا اس کی نظیر کے بارے میں کلام کرتے۔ اور صحابہ کرامؓ اپنے عام مسائل میں نصوص شرعیہ سے بھی اجتہاد کرتے تھے جیسکہ ان کے بارے میں مشہور ہے اور وہ اپنی رائے کے ساتھ کلام و اجتہاد کرتے، اور وہ قیاس صحیح کے ساتھ بھی اجتہاد کرتے۔"

پھر علامہ ابن تیمیہؒ قیاس صحیح کی دو اقسام بیان کرنے کے بعد اس کو مقاصد شرعیہ کے فہم کے قبیل سے گردانتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

"وھما من باب فھم مراد الشارع"3

"اور ان دونوں کا تعلق شارع کی مراد کے فہم کے باب سے ہے"

صحابہ کرامؓ کے اجتہادات میں "دفع ضرر" اور "جلب منفعت" کا بنیادی اصول ہمیں نمایاں طور پر ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا قول ہے:

"نهينا عن التكف"4

"ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا"

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ دین میں سختی، تشدد اور تعمق سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واياكم والتنطع والتعمق والبدع وعليكم بالعتيق"5

"اور تم بچو شدت، سختی اور بدعت سے اور نرمی اختیار کرو"

حضرت عمیر بن اسحاقؒ صحابہ کرامؓ کے اجتہادی اسلوب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ادركت من اصحاب رسول الله اكثر ممن سبقنى منهم، فما رأيت قوماً أيسر سيرة ولا اقل تشديداً منهم"6

"میں ملا اصحاب رسول ﷺ میں سے اکثر سے جو مجھ سے پہلے گزر چکے، پس میں نے کوئی قوم ایسی نہیں دیکھی جو اُن سے سہولت میں زیادہ اور شدت میں کم ہو"

امام غزالیؒ صحابہ کرامؓ کے اپنے اجتہادات میں مقاصد و مصالح کی رعایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ان الصحابة رضى الله عنهم هم قدوة الأمة فى القياس وعلم قطعا واعتمادهم على المصالح مع انهم لم ينحصروا عليها فى بعض المسائل"7

"بے شک صحابہ کرامؓ وہ قیاس میں امت کے لیے مثال ہیں اور اس بارے میں ان کا علم قطعی تھا اور اُن کا مصالح پر اعتماد تھا باوجودیکہ انہوں نے بعض مسائل میں صرف مصالح پر ہی انحصار نہیں کیا۔"

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"ان الصحابة الذين كانوا اعلم الناس بباطن الرسول وظاهره وأخبر الناس بمقاصده و مراداته۔"8

"بے شک صحابہ کرامؓ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول ﷺ کے باطن و ظاہر کو جاننے والے تھے اور سب سے زیادہ آپ ﷺ کے مقاصد و مرادات سے باخبر تھے۔"

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

"كانوا أفقه الناس فيه وأعلم العلماء بمقاصده وبواطنه"9

"صحابہ کرامؓ لوگوں میں سب سے زیادہ قرآن میں فقاہت رکھتے تھے، اور علماء میں سب سے زیادہ اس کے مقاصد اور بواطن کو جاننے والے تھے۔"

صحابہ کرامؓ کے اجتہادات مقاصد شرعیہ کی روشنی میں

1)صحابہ کرامؓ نے نظام مملکت کی حفاظت کے مقصد کے پیش نظر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اُن کی نماز میں امامت پر قیاس کرتے ہوئے خلیفہ اول مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

"لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت الأنصار منا امير ومنكم امير فأتاهم عمر فقال ألستم تعلمون ان رسول الله قد أمر ابابكر ان يصلى بالناس فأيكم تطيب نفسه ان يتقدم ابابكر قالوا نعوذبالله ان نتقدم ابابكر"۔10

"جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو انصار کہنے لگے ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم مہاجرین میں سے ہوگا تو حضرت عمرؓ ان کے پاس آئے اور کہا: تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے، پس تم میں سے کس کا جی حضرت ابو بکرؓ سے آگے بڑھنے پر خوش ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا: ہم ابو بکرؓ سے آگے بڑھنے پر اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔"

2)حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حفاظت دین کے مقصد کے پیش نظر قرآن مجید کو ایک مصحف میں جمع کرنے کا حکم دیا، چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے:

"بعث الى ابوبكر لمقتل اهل اليمامة وعنده عمر فقال ابوبكر ان عمر أتانى فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن وإنى أخشى ان يستحر القتل بقراء القرآن فى المواطن كلها فيذهب قرآن كثير وانى أرى ان تأمر بجمع القرآن قلت كيف افعل شئاً لم يفعله رسول الله فقال عمر هووالله خير فلم يزل عمر يراجعنى فى ذلك حتى شرح الله صدرى للذى شرح له صدرعمر، ورأيت فى ذلك الذى رأى عمر قال زيد: قال ابوبكرؓ وانك رجل شابُ عاقل لانتهمك قدكنت تكتب الوحى لرسول الله فتتبع القرآن فاجمعه۔"11

"حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جنگ یمامہ میں بکثرت شہادت کی وجہ سے مجھے بلایا اور ان کے پاس عمرؓ بھی تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا جنگ یمامہ میں قرآن کے قاریوں کا قتل بہت ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ دوسری جنگوں میں بھی اسی طرح وہ شہید کیے جائیں گے اور قرآن اکثر ضائع ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپؓ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیں۔ اس پر میں نے عمرؓ سے کہا کہ میں کوئی ایسا کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ عمرؓ نے کہا واللہ! یہ تو کارِ خیر ہے۔ عمرؓ اس معاملے میں برابر مجھے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح اس معاملے میں میرا بھی سینہ کھول دیا جس طرح عمرؓ کا تھا اور میں بھی وہی مناسب سمجھنے لگا جیسے عمرؓ مناسب سمجھتے تھے۔ زیدؓ

کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو بکرؓ نے کہا تم جوان اور عقلمند ہو اور ہم تمہیں کسی بارے میں متہم بھی نہیں سمجھتے، تم نبی کریم ﷺ کی وحی بھی لکھتے تھے۔ بس تم اس قرآن مجید کی آیات کو تلاش کرو اور ایک جگہ جمع کردو۔"

3) حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حفاظت دین اور حفاظت مال کے مقاصد کے پیش نظر مانعین زکوۃ کے خلاف قتال کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"واللہ لو منعونی عقالا کانوا یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ"12

"اللہ کی قسم اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رُکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر جنگ کروں گا"

4) حضرت عمر فاروقؓ حفاظت دین کے مقصد کے پیش نظر لوگوں کو باجماعت نماز کی تلقین کرتے تھے اور اگر کوئی جان بوجھ کر جماعت کو ترک کرتا تو اسے بھی تنبیہ کرتے۔ چنانچہ سلیمان بن اَبی حثمہ ایک دن جب صبح کی نماز میں حاضر نہ ہوئے تو آپؓ نے ان کی والدہ سے فرمایا:

"لم أر سلیمان فی الصبح، فقالت بات یصلی فغلبتہ عیناہ، فقال عمر لأن اشھد صلاۃ الصبح احب الیّ من ان اقوم لیلۃ۔" 13

"میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا، تو انہوں نے کہا کہ سلیمان نے رات قیام اللیل میں گزاری ہے پس نیند ان پر غالب آگئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ان کا صبح کی نماز میں حاضر ہونا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ وہ رات کو قیام کریں۔"

5) اسی طرح قیام رمضان کے لیے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ جمع کرنے اور جماعت کے فوائد کے پیش نظر آپؓ نے لوگوں کو تراویح کی نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاری سے مروی ہے:

"خرجت مع عمر بن خطاب فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی بصلاتہ الرھط فقال عمر: انی أری لوجمعت ھؤلاءِ علی قاریٔ واحد لکان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی بن کعب ثم خرجت معہ لیلۃ أُخری والناس یصلون بصلاۃ قارئھم قال عمر نعم البدعۃ ھٰذہ۔14

"میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا۔ اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کردوں تو زیادہ اچھا ہوگا، چنانچہ آپ نے یہی ٹھان کر ابی بن کعبؓ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ عمرؓ نے فرمایا یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے۔"

6) آپؓ حفاظت دین کے پیش نظر ارکان اسلام میں سے اہم رکن روزہ کی لوگوں سے نا صرف پابندی کرواتے بلکہ اگر کوئی قصداً روزہ ترک کرتا تو اسے تعزیراً سزا بھی دیتے چنانچہ حضرت ابو قلابہؒ سے مروی ہے:

"ان رجلین رایا الھلال وھما فی سفر فتعجلا حتی قدما المدینۃ ضحی فأخبرا عمر بن الخطاب بذلک فقال عمر لاحدھما: اصائم انت قال: نعم قال لم؟ قال: لانی کرھت ان یکون الناس صیاماً وانا مفطر، فکرھت الخلاف علیھم فقال للآخرفانت؟ قال: اصبحت مفطراً قال: لم؟ قال لانی رأیت الھلال فکرھت ان اصوم، فقال للّذی افطر لولا ھذا یعنی الذی صام لرددنا شھادتک ولا وجعنا راسک۔"15

"بے شک دو آدمیوں نے سفر کی حالت میں شوال کا چاند دیکھا۔ پس ان دونوں نے جلدی کی یہاں تک کہ وہ صبح مدینہ میں پہنچ گئے، ان دونوں نے حضرت عمرؓ کو اس بارے میں خبر دی، حضرت عمرؓ نے ان میں سے ایک سے پوچھا: کیا تم روزہ دار ہو، تو اس نے کہا جی ہاں، پھر حضرت عمرؓ نے روزہ

کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: میں ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ روزے سے ہوں اور میں بغیر روزے کے، پس میں نے لوگوں کی مخالفت کو ناپسند کیا۔ پھر آپؓ نے دوسرے سے پوچھا تم نے کیا کیا، تو اس نے کہا کہ میں نے افطار کر لیا، آپؓ نے اس سے افطار کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: میں نے چاند کو دیکھا تھا اس لیے میں نے روزہ رکھنے کو ناپسند کیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے افطار کرنے والے سے کہا: اگر یہ روزہ دار نہ ہوتا تو ہم تمہاری گواہی رَد کر دیتے اور ہم تمہارے سر کو تکلیف پہنچاتے۔"

7) اسی طرح جب اہل مکہ نے حج جیسے عظیم رکن میں سُستی برتنا شروع کی تو آپؓ نے حفاظت دین کے مقصد کے پیش نظر ان کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

"یا اهل مكة ماشأن الناس يأتون شعثا وانتم مُدّهنون؟ أهلوا اذا رأيتم الهلال۔"16

"اے اہل مکہ! لوگوں کی کیا شان ہے کہ وہ آتے ہیں سفر کر کے پراگندہ حالت میں اور تم بالوں میں تیل لگا رہے ہوتے ہو۔ جب تم چاند دیکھ لو تو تم بھی تلبیہ بلند کرو۔"

8) آپؓ نے حفاظت دین کے مقصد کی خاطر جب لوگوں میں شجرۃ الرضوان کے بارے میں باطل عقائد رواج پکڑنے لگے تو اُسے کاٹنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت نافع سے مروی ہے:

كان الناس يأتون الشجرة التى يقال لها شجرة الرضوان فيصلون عندها۔ قال فبلغ ذلك عمر بن خطاب فاوعدهم فيها وأمربها فقطعت۔"17

"لوگ شجرۃ الرضوان نامی درخت کے پاس آتے تھے اور اس کے پاس نماز پڑھتے تھے، جب یہ بات حضرت عمرؓ تک پہنچی تو انہوں نے لوگوں کو وعید سنائی اور درخت کو کاٹنے کا حکم دیا، پس اسے کاٹ دیا گیا۔"

9) حضرت عمرؓ نے حفاظت نفس کے مقصد کی خاطر فرد واحد کے قتل کی وجہ سے پوری جماعت کے قتل کا حکم دیا تاکہ لوگ مشترکہ طور پر کسی فرد کے قتل کی منصوبہ بندی نہ کریں اور قصاص سے بچ نہ نکلیں، چنانچہ ایک قتل کے فیصلے میں فرماتے ہیں:

"لو تمالأ عليه اهل صنعاء لقتلتهم جميعاً۔"18

"اگر اہل صنعاء کے لوگ اس کے قتل میں جمع ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔"

10) اسی طرح حفاظت نفس کے مقصد کے پیش نظر آپؓ نے قحط سالی کے دوران حد سرقہ کو موقوف فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"لا يقطع فى عذق ولا عام السنة"19

"ہاتھوں کو پھلوں میں اور قحط سالی کے دوران نہیں کاٹا جائے گا۔"

11) آپؓ نے حفاظت نفس کے پیش نظر نااہل طبیبوں پر ضمان مقرر کی۔ چنانچہ ابو ملیح بن اسامہؓ سے مروی ہے:

"اَنَّ عمر بن خطاب ضمن رجلا كان يختن الصبيان، فقطع من ذكر الصبى فضمنه۔20

"بے شک عمر بن خطابؓ نے ایک آدمی پر ضمان واجب کی جو ختنے کیا کرتا تھا۔ پس اس نے ایک بچے کا ذکر کاٹ دیا تو آپؓ نے اس پر ضمان واجب کی۔"

12) حضرت عمرؓ نے وجودی پہلو کے اعتبار سے حفاظت عقل کے پیش نظر مدرسین کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں۔ عقل و علم کو جولانی بخشنے والی مجالس کی باقاعدہ معاونت فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابن عطاءؒ سے مروی ہے:

"كان بالمدينة ثلاثة معلمين يعلمون الصبيان، فكان عمر بن الخطاب يرزق كل واحدِ منهم خمسة عشر كل شهر۔"21

"مدینہ منورہ میں تیس معلمین بچوں کو تعلیم دیا کرتے تھے، حضرت عمرؓ ان میں سے ہر ایک کو پندرہ درھم ماہوار دیتے تھے۔"

13) اسی طرح آپؓ نے حفاظت عقل کے مقصد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شراب پینے والوں کے لیے اَسّی کوڑے بطور حد مقرر کیے۔ چنانچہ حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے:

"كنا نُؤتى بالشارب على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم واءمرة ابى بكر وصدر من خلافة عمر، فنقوم إليه بأيد ينا ونعالنا وارديتنا، حتى كان آخر اءمرة عمر، فجلد اربعين حتى اذا عتوا وفسقواجلد ثمانين۔"22

"رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ کے ابتدائی دورِ خلافت میں شراب پینے والا ہمارے پاس لایا جاتا تو ہم اپنے ہاتھ، جوتے اور چادریں لے کر کھڑے ہو جاتے اور اسے مارتے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اپنے آخری دور خلافت میں شراب پینے والوں کو چالیس کوڑے مارے اور جب ان لوگوں نے مزید سرکشی اور فسق و فجور کیا تو اسّی کوڑے مارے۔"

14) آپؓ نے حفاظت نسل کے مقصد کے پیش نظر دوران عدت نکاح کو فاسد قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"ايما امرأة نكحت فى عدتها فان كان زوجها الذى تزوج بهالم يدخل بها فرق بينهما ثم اعتدت بقية عدتها من زوجها الاول خاطبا من الخطاب فان كان دخل بها فرق بينهما ثم اعتدت بقية عدتها من زوجها الاول ثم اعتدت من الآخر تم لم ينكحها ابدا۔"23

"جو کوئی عورت دوران عدت نکاح کرے اور زوج ثانی اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور وہ عورت زوج اول کی عدت پوری کرے گی اور یہ نکاح کا پیغام بھیجنے والوں میں سے ہوگا۔ اور اگر زوج ثانی نے دخول کر لیا تو پھر ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔ عورت پہلے زوج اول کی بقیہ عدت پوری کرے گی پھر زوج ثانی کی عدت پوری کرے گی۔ اور وہ اس عورت کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نکاح نہیں کر سکتا۔"

15) اسی طرح آپؓ نے حفاظت نسل کے پیش نظر مسلمان عورتوں کے ہوتے ہوئے کتابیہ عورتوں سے نکاح ممنوع فرمایا۔ چنانچہ والی مدین حضرت حذیفہؓ نے جب کتابیہ سے نکاح کیا تو آپؓ نے خط لکھ کر پیغام بھیجا:

"أنه بلغنى انك تزوجت امرأة من اهل المدائن من اهل الكتاب فطلقها فكتب اليه: لاأفعل حتى تخبرنى أحلال أم حرام وما أردت بذلك! فكتب اليه لا بل حلال ولكن فى نساء الأعاجم خلابة فان أقبلتم عليهن غلبنكم على نسائكم فقال الآن فطلقها۔"24

"بے شک مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے اہل مدین کی کتابیہ عورت سے نکاح کیا پس آپ اس کو طلاق دے دیں۔ حضرت حذیفہؓ نے ان کو لکھا کہ میں ایسا نہیں کروں گا جب تک آپؓ مجھے بتا نہیں دیتے کہ یہ حلال ہے یا حرام، پھر حضرت عمرؓ نے ان کو جواب دیا کہ یہ حلال ہے۔ لیکن عجمی عورتوں میں دھوکہ دہی ہے۔ پس اگر تم اپنی عورتوں پر ان کو قبول کرتے ہو تو وہ تمہاری عورتوں پر غالب آ جائیں گی۔ پھر حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ اب میں ایسا کروں گا اور انہوں نے اسے طلاق دے دی۔"

16) آپؓ حفاظت عرض کے مقصد کی خاطر سب دشتم کرنے والے کو سخت سزا دیتے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب کسی معاملے میں حضرت مقدادؓ کو بُرا بھلا کہا تو حضرت عمرؓ نے نذر مانی:

"لیقطعن لسانه فلما خاف من أبیه تحمل علی أبیه بالرجال فقال دعونی فاقطع لسانه فتکون سنةً یعمل بها من بعدی، لایوجد رجل شتم رجلا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم الاقطع لسانه۔" 25

"میں ضرور اس کی زبان کاٹوں گا۔ پس جب حضرت مقداد کو حضرت عمرؓ کے بارے میں خوف ہوا تو صحابہ کرامؓ کو ان کے پاس لے کر گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو۔ میں اس کی زبان کاٹوں گا تاکہ یہ بعد والے لوگوں کے لیے سنت بن جائے کہ جو کوئی اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کو گالی دے گا تو اس کی زبان کاٹ دی جائے گی۔"

17) عہد فاروقی میں جب مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئیں اور اسلام ہر طرف غالب آیا تو آپؓ نے نا صرف بیت المال قائم کیا بلکہ زکوۃ کے مصارف میں سے تالیف قلب کے مصرف کو حفاظت مال کے مقصد کے پیش نظر معلق کر دیا اور فرمایا:

"لیس الیوم مؤلفة"26

"آج کے بعد کوئی مؤلفہ نہیں"

18) اسی طرح آپؓ نے حفاظت مال کے پیشِ نظر اقطاع اور اراضی موات جن کی لوگ دیکھ بھال نہیں کر سکتے تھے۔ ان سے واپس لے لیں اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔ چنانچہ حضرت بلال بن حارث مزنیؓ سے زمین واپس لیتے ہوئے فرمایا:

"یا بلال انک استقطعت رسول الله ارضاً طویلة عریضة قطعها لک، وان رسول الله لم یکن لیمنع شیئاً یُسئاله، وانک لاتطیق مافی یدیک فقال اجل قال فانظر ماقویت علیه منها فامسکه، وما لم تطق فادفعه الینا نقسمه بین الناس---- فأخذ منه ما عجز عن عمارة فقسمه بین المسلمین۔27

"اے بلالؓ! بے شک آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے ایک طویل و عریض زمین بطور اقطاع طلب کی جو آپ ﷺ نے آپؓ کو دے دی، اور بے شک نبی کریم ﷺ سے جو چیز مانگی جاتی تھی آپ ﷺ اس سے منع نہیں فرماتے تھے، جو زمین آپؓ کے ہاتھ میں ہے آپ اس کی دیکھ بھال کی طاقت نہیں رکھتے، پس آپؓ دیکھیں جتنی زمین کی آپؓ طاقت رکھتے ہیں اسے اپنے پاس رکھ لیں اور جس کی طاقت نہیں رکھتے اسے لوٹا دیں تاکہ ہم لوگوں میں اسے تقسیم کر دیں، پس حضرت عمرؓ نے ان سے وہ زمین واپس لے لی جس سے وہ عاجز تھے اور اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔"

19) آپؓ حفاظتِ مال کے مقصد کی خاطر عمال وولاۃ کے اموال دو حصوں میں کرتے، ایک حصہ عمال کے لیے جبکہ دوسرا حصہ عام مسلمانوں کے لیے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:

"فأخذ شطر اموالهم لما اکتسبوها بجاه العمل---- فجعل اموالهم بینهم وبین المسلمین شطرین۔28

"پس آپؓ ان کے اموال جو وہ اپنے عمل کی جاہ سے کماتے ان کو لیتے--- پھر ان کے اموال کو ان کے اور عام مسلمانوں کے مابین دو حصوں میں تقسیم کر دیتے۔"

مزید آپؓ کے وہ تمام عظیم کارنامے جن کو اولیات عمر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ان میں بھی شریعت کے عظیم مقاصد و مصالح پنہاں ہیں۔

20) عہد عثمانی میں جب لغات کے اختلاف کی وجہ سے خصومات و تنازعات رونما ہوئے تو حضرت عثمانؓ نے حفاظت دین کے مقصد کی خاطر لغت قریش کے مطابق مصحف واحد تیار کروایا اور اس کی نقول مختلف مراکز میں بھیجیں۔ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے:

"ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان وکان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینیه واذربیجان مع اهل العراق، فافزع حذیفة اختلافهم فی القرأة، فقال حذیفة لعثمان: یاامیر المؤمنین ادرک هذه الامة قبل

ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاری، فارسل عثمان الی حفصة ان ارسلی الینا بالصحف ننسخها فی المصاحف، ثم نردها الیک، فارسلت بها حفصة الٰی عثمان، فأمر زید بن ثابت، وعبداللہ بن زبیر وسعید بن العاص وعبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام فنسخوها فی المصاحف۔"29

"حضرت حذیفہ بن یمانؓ عثمان بن عفانؓ کے پاس آئے اور وہ عراقی لشکر میں شامل تھے۔ اور شام کے مجاہدین کے ساتھ مل کر ارمینیہ اور آذربیجان کی فتح کے لیے لڑ رہے تھے کہ قرأت میں لوگوں کے اختلاف نے ان کو پریشان کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے عثمانؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! مسلمانوں کے یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے سے قبل اس امت کو سنبھالیئے۔ اس پر عثمانؓ نے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ ابو بکرؓ کے لکھوائے گئے صحیفے مجھے بھیج دیجیے ہم مصاحف میں ان کی نقل لکھوا کر آپ کے پاس واپس لوٹا دیں گے۔ حفصہؓ نے جب صحیفے بھیج دیئے تو عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، سعید بن عاصؓ اور عبد الرحمان بن حارثؓ کو حکم دیا اور انہوں نے ان صحیفوں سے مصاحف میں قرآن نقل کر دیا۔"

21) عہد عثمانی سے قبل بحری فتوحات گھوڑوں اور دیگر آلات حرب پر مشتمل تھیں۔ لیکن بعد میں جب حربی وسائل و ظروف میں تغیر واقع ہوا تو آپؓ نے حفاظت دین اور حفاظت نفوس کے پیش نظر قبرص کی فتح کے لیے بحری بیڑہ قائم کرنے کا حکم دیا اور حضرت امیر معاویہؓ کو امیر الحرب مقرر کیا۔"30

22) اسی طرح آپؓ نے حفاظت مال کے مقصد کی خاطر گمشدہ مال اور جانوروں کو بیچنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابن شہاب زہریؒ سے مروی ہے:

"کانت ضوال الابل فی زمن عمر بن الخطاب ابلامؤبلاً تناتج لایمسها احد حتی اءذا کان زمان عثمان بن عفان، أمر بتعریفها ثم تباع، فاذا جاء صاحبها، اعطی ثمنها۔"31

"حضرت عمرؓ کے دور میں گمشدہ اونٹ سے کوئی کام نہ لیا جاتا اور نہ اس کو کوئی پکڑتا یہاں تک حضرت عثمانؓ کے زمانے میں آپؓ نے اس کی پہچان کروانے کا حکم دیا، پھر اس کو بیچ دیا جاتا اور جب اس کا مالک آتا تو اس کی قیمت اس کو ادا کر دی جاتی۔"

23) حضرت علیؓ نے حفاظت نفس کے پیش نظر اطباء جو علاج کرنے میں سُستی اور کمی کرتے، پر ضمان و عتاب لازم کیا۔ چنانچہ آپؓ نے اطباء کے گروہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"من عالج منكم إنسانا او دابّةً فليأخذ لنفسه البراءة فانه كان عالج شيئاً، ولم يأخذ لنفسه البراءة فعطب فهوضامن۔"32

"تم میں سے جس نے کسی انسان یا جانور کا علاج کیا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی بے گناہی حاصل کرے، پھر بھی وہ کسی کا علاج کرتا ہے اور بے گناہی حاصل نہیں کرتا، اور وہ مریض ہلاک ہو جاتا ہے تو وہ معالج اس کا ضامن ہو گا۔"

24) حاملہ جس کا شوہر وفات پا جائے، اس کی عدت کے بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے حفاظت نسل کے مقصد کے پیش نظر اور رحم کی برأت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ابعد الاجلین کو بطور عدت شمار کیا۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"وقد روی عن علی وابن عباس انهما ذهبا فی المتوفی عنها زوجها أنها تعتد بأبعد الاجلین من الوضع او الاشهر۔"33

"حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ دونوں اس بات کی طرف گئے ہیں کہ متوفی عنھا زوجھا وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں سے جو مدت بعد میں ختم ہو گی وہ بطور عدت گزارے گی۔"

اسی طرح آپؓ حفاظت مال کے مقصد کی خاطر رنگ ریز اور صناع کو چیز خراب کرنے کی صورت میں ضامن قرار دیتے۔ چنانچہ حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے حضرت علیؓ کے بارے میں روایت کرتے ہیں:

"عن علی أنه كان يضمن الصباغ والصائغ وقال: لايصلح للناس الا ذاک۔"34

"حضرت علیؓ رنگ ریز اور صانع کو ضامن قرار دیتے اور فرماتے لوگوں کی مصلحت اسی میں ہے۔"

الغرض صحابہ کرامؓ کا منہج اجتہاد یہی تھا کہ جب بھی ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آتا تو پہلے اس کا حکم قرآن میں تلاش کرتے، اگر اس میں نہ ملتا تو پھر حدیث میں تلاش کرتے۔ دوسرے صحابہ سے مشورہ کرتے اور ان سے کہتے کہ اگر اس معاملہ میں حضور کے قول یا عمل کا علم ہے تو وہ پیش کرے۔ حضور ﷺ کے کسی قول یا عمل کی گواہی مل جاتی تو پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اگر دونوں مصادر میں کوئی حکم نہ ملتا تو مصالح العباد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی رائے سے اجتہاد کرتے۔ درج بالا امثلہ اس بات پر شاہد ہیں کہ کس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنے اجتہادات میں مصالح العباد اور مقاصد شریعت کو ملحوظ خاطر رکھا۔ اگرچہ اس دور میں یہ اصطلاحات وجود میں نہیں آئی تھیں تاہم "اجتہاد بالرأی" کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا گیا۔

خلاصۂ کلام

قرنِ اول ہجری اسلامی اجتہاد کی وہ بنیاد پرور صدی ہے جس میں نصوصِ شرعیہ کی تفہیم اور اُن کی عملی تطبیق نے ایک واضح فکری سمت اختیار کی۔ اگرچہ اُس زمانے میں مقاصدِ شریعت کی باقاعدہ علمی تدوین موجود نہ تھی، تاہم صحابہ و تابعین کے اجتہادی طرزِ عمل سے یہ حقیقت نمایاں طور پر جھلکتی ہے کہ وہ شریعت کے اعلیٰ مقاصد اور مصالحِ عامہ کو اپنے فیصلوں میں گہری اہمیت دیتے تھے۔ اسی باعث اُن کا اجتہاد صرف نصوص کے ظاہر تک محدود نہ تھا بلکہ حالات، ضرورتوں اور مصلحتوں کے ادراک سے بھی یقیناً جڑا ہوا تھا۔ اجتہاد کی نوعیت و کیفیت نے قرنِ اول ہی میں ایک فطری ارتقائی سفر طے کیا، جو بعد میں فقہی مکاتبِ فکر کی تشکیل کا پیش خیمہ بنا۔ اس دور کے اجتہادی فیصلوں میں نصوص کی پابندی، مصالحِ شریعت کی رعایت، اور معاشرتی تغیرات کے ساتھ ہم آہنگی تینوں کا ایسا متوازن امتزاج موجود تھا جو اسلامی قانون کے اصولی مزاج کو واضح کرتا ہے۔ اسلامی فقہ کی بنیادیں محض فقہی مباحث کی پیداوار نہیں بلکہ ایک گہرے مقاصدی شعور اور عملی اجتہادی تعامل کا نتیجہ ہیں، جنہوں نے اسلامی قانون کو دوام، وسعت اور ہمہ گیر معنویت عطا کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography

[1] Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-Aqḍiyah, “Bāb Ijtihād al-Ra’y fī al-Qaḍā’,” ḥadīth no. 3592.
[2] Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm Ibn Taymiyyah, Majmūʿ al-Fatāwā, ed. ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad (Saudi Arabia: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 1995), 19:285.
[3] Ibid., 19:286.
[4] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, *Kitāb al-Iʿtiṣām bi-al-Kitāb wa-al-Sunnah*, “Bāb Mā Yukrahu min Kathrat al-Su’āl,” ḥadīth no. 7293.
[5] ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān al-Dārimī, *Sunan al-Dārimī*, ed. Ḥusayn Salīm (Saudi Arabia: Dār al-Mughnī, 2000), 1:251.
[6] Ibid., 1:245.
[7] Abū Ḥāmid Muḥammad al-Ghazālī, *al-Mankhūl min Taʿlīqāt al-Uṣūl*, ed. Muḥammad Ḥasan Haytū (Beirut: Dār al-Fikr al-Muʿāṣir, 1998), 453.
[8] Ibn Taymiyyah, *Majmūʿ al-Fatāwā*, 7:503.

[9] Ibrāhīm al-Shāṭibī, *al-Muwāfaqāt*, 4:261.
10 Sunan al-Nasā'ī, Kitāb al-Imāmah, "Bāb Dhikr al-Imāmah wa-al-Jamāʿah Imāmah Ahl al-ʿIlm wa-al-Faḍl," ḥadīth no. 777.
11 Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Aḥkām, "Bāb Yustaḥab li-al-Kātib An Yakūna Amīnan ʿĀqilan," ḥadīth no. 7191.
12 Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Iʿtiṣām, "Bāb al-Iqtida' bi-Sunan Rasūl Allāh," ḥadīth no. 7284.
[13] Mālik ibn Anas, *al-Muwaṭṭa'*, riwāyah of Muḥammad ibn al-Ḥasan, ed. ʿAbd al-Wahhāb ʿAbd al-Laṭīf (Beirut: al-Maktabah al-ʿIlmiyyah, n.d.), 1:92.
[14] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, *Kitāb Ṣalāt al-Tarāwīḥ*, "Bāb Faḍl Man Qāma Ramaḍān," ḥadīth no. 2010.
[15] ʿAbd al-Razzāq ibn Hammām al-Ṣanʿānī, *al-Muṣannaf*, ed. Ḥabīb al-Raḥmān al-Aʿẓamī (Beirut: al-Maktabah al-Islāmī, 1983), 4:164.
[16] Mālik ibn Anas, *al-Muwaṭṭa'*, ed. Muḥammad Muṣṭafā al-Aʿẓamī (Abu Dhabi: Zāyed Foundation, 2004), 3:490.
[17] Ibn Saʿd, *al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, ed. ʿAbd al-Qādir ʿAṭā (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1990), 2:76.
[18] Abū al-Walīd Ibn Rushd, *Bidāyat al-Mujtahid wa-Nihāyat al-Muqtaṣid* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004), 4:182.
[19] ʿAbd al-Razzāq al-Ṣanʿānī, *al-Muṣannaf*, 10:242.
[20] Ibid., 9:470.
[21] ʿAbd Allāh ibn Muḥammad Ibn Abī Shaybah, *al-Muṣannaf fī al-Aḥādīth wa-al-Āthār*, ed. Kamāl Yūsuf Ḥūt (Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1988), 4:341.
[22] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, *Kitāb al-Ḥudūd*, "Bāb al-Ḍarb bi-al-Jarīd wa-al-Niʿāl," ḥadīth no. 6779.
[23] Aḥmad ibn Ḥusayn al-Bayhaqī, *al-Sunan al-Kubrā*, ed. ʿAbd al-Qādir ʿAṭā (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2003), 7:725.
[24] Muḥammad ibn Jarīr al-Ṭabarī, *Tārīkh al-Ṭabarī* (Beirut: Dār al-Turāth, 1962), 3:588.
[25] Muḥammad Yūsuf al-Kāndahlawī, *Ḥayāt al-Ṣaḥābah*, ed. Bashār ʿAwwād (Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 1999), 3:141.
[26] Jamāl al-Dīn al-Zaylaʿī, *Naṣb al-Rāyah li-Aḥādīth al-Hidāyah*, ed. Muḥammad ʿAwwāmah (Beirut: Mu'assasat al-Rayyān, 1997), 2:395.
[27] Al-Bayhaqī, *al-Sunan al-Kubrā*, 6:246.
[2828] Ibn al-Qayyim al-Jawziyyah, *al-Ṭuruq al-Ḥukmiyyah* (Beirut: Maktabat Dār al-Bayān, n.d.), 1:17.
[29] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, *Kitāb Faḍā'il al-Qur'ān*, "Bāb Jamʿ al-Qur'ān," ḥadīth no. 4987.
[30] Muḥammad ibn Aḥmad al-Dhahabī, *Siyar Aʿlām al-Nubalā'* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2006), 2:463.
[31] Mālik ibn Anas, *al-Muwaṭṭa'*, ed. Muḥammad Muṣṭafā al-Aʿẓamī (Abu Dhabi: Zāyed Foundation, 2004), 4:1099.
[32] ʿAbd al-Razzāq al-Ṣanʿānī, *al-Muṣannaf*, 9:441.
[33] Ismāʿīl ibn ʿUmar Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm*, ed. Sāmī ibn Muḥammad (Riyadh: Dār Ṭayyibah, 1999), 8:149.
[34] Al-Bayhaqī, *al-Sunan al-Kubrā*, 6:202.